بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرفِ آغاز

اِسلام کے مُطالعہ کے اُصُول و شرائط

سیّد جلال الدین عمری

ایک زمانہ تھا جب کہ اسلام کا مطالعہ بڑی حد تک دینی مدارس اور قدیم علماء کے درمیان محدود تھا۔ اس سے ہٹ کر معدودے چند مستشرقین نے بالعموم اپنے مذموم مقاصد کے تحت اس کی طرف توجہ کی۔ اب یہ دیکھ کر مسرت ہوتی ہے کہ وہ ایک وسیع دائرہ میں زیر بحث آچکا ہے۔ ہمارے دانشور اور مفکرین بھی اس سے دلچسپی لے رہے ہیں، یونیورسٹیوں اور درس گاہوں میں اس کی درس و تدریس ہو رہی ہے۔ مختلف اسلامی موضوعات پر غور و فکر اور بحث و مباحثہ جاری ہے اور یہ دیکھنے کی کوشش کی جارہی ہے کہ آج کے دور میں اسلام کی کیا معنویت اور افادیت ہے اور زندگی کے پیچیدہ مسائل میں وہ ہماری کیا رہنمائی کرتا ہے؟ یہ بات بھی بڑی قابل قدر ہے کہ جدید تعلیم یافتہ طبقہ جو ہر چیز کو مغرب کی عینک سے دیکھنے کا عادی رہا ہے اور جس نے کبھی اسلام کی طرف توجہ بھی کی تو مستشرقین کے زیر اثر کی، اب اس کے نقصانات کو محسوس کرنے لگا ہے اور آزاد علمی فضا میں اسلام کا مطالعہ کرنا چاہتا ہے۔ خود مستشرقین کا اسلام کے مطالعہ کی طرف صرف یہی نہیں کہ رجحان بڑھ رہا ہے بلکہ ان کے مطالعہ میں طنز و تعریض اور تحقیر کی جگہ کسی قدر سنجیدگی نمایاں ہوتی جارہی ہے۔

اس کے ساتھ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اسلام کے مطالعہ کے سلسلہ میں ان جدید مفکرین کی طرف سے بعض بنیادی باتوں کو نظر انداز کردیا جاتا ہے، یا یہ کہ ان کی اہمیت نہیں محسوس کی جاتی ہے۔ اس وجہ سے یہ مطالعہ ناقص اور ادھورا ہی نہیں ہوتا بلکہ بعض اوقات اس سے اسلام کے بارے میں شدید غلط فہمیاں پیدا ہوجاتی ہیں اور اعتراضات اور جوابات کا ایک طویل

سلسلہ چل پڑتا ہے۔ یہاں ہم اسلام کے تفصیلی اور تحقیقی مطالعہ کے لئے بعض اصول و شرائط کا ذکر کرنا چاہتے ہیں۔

۱۔ ہم سب جانتے ہیں کہ اسلام کے بنیادی مآخذ — قرآن اور حدیث — عربی زبان میں ہیں۔ اسلام کے تفصیلی مطالعہ کے لئے اس زبان سے، اس کے الفاظ کے در و بست سے اور اس کے اسلوب اور انداز بیان سے اچھی طرح واقف ہونا ضروری ہے۔ قرآن اور حدیث کی زبان کلاسیکی اور اس قدر معیاری ہے کہ ان کا مقابلہ عربی ادب کی کوئی تحریر آج تک نہ کر سکی۔ ان کے لفظ لفظ میں معانی کی ایک دنیا آباد ہے۔ عربی زبان کی اعلیٰ صلاحیت کے بغیر آدمی ان باریکیوں کو سمجھ نہیں سکتا جو ان میں چھپی ہوئی ہیں۔ لیکن یہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ اسلامی مسائل پر بحث و تحقیق کے لئے عربی زبان کا گہرا علم کیا معنی سرسری واقفیت بھی ضروری نہیں سمجھی جاتی۔

۲۔ جو موضوع زیر بحث ہو، انڈکس کی مدد سے، اس سے متعلق حسب منشا دو ایک جملوں کا لے لینا صحیح نہیں ہے بلکہ اس سلسلہ کے تمام نصوص کا غیر جانب داری اور اخلاص کے ساتھ مطالعہ ہونا چاہئے۔ بجائے اس کے کہ ان نصوص کو کسی مزعومہ فکر و خیال کی تائید یا تردید میں استعمال کیا جائے، ان کے الفاظ، اسلوب، سیاق و سباق اور پس منظر کی روشنی میں ان کا مفہوم متعین کرنے کی کوشش کی جائے۔

۳۔ جس مسئلہ میں قرآن مجید کے علاوہ حدیث بھی زیر بحث ہو اس کی صحت کا اطمینان کر لیا جائے۔ اس لئے کہ اگر کسی حدیث سے آپ کچھ نتائج اخذ کرتے چلے جائیں اور ائمہ حدیث اسے حدیث ماننے ہی سے انکار کر دیں تو آپ کے اخذ کردہ نتائج کی پوری عمارت از خود منہدم ہو جائیگی۔

۴۔ جو حکم زیر بحث ہو اس کے متعلق یہ جاننا ضروری ہے کہ آیا وہ وقتی اور عارضی ہے یا ابدی اور دوامی، عام ہے یا خاص، اس کے ساتھ کوئی شرط لگی ہوئی ہے یا وہ غیر مشروط ہے، وہ وجوب کے لئے ہے یا محض ندب و استحباب کے لئے، جب تک اس کی صحیح نوعیت متعین نہ ہو جائے اس کے بارے میں گفتگو آگے نہیں بڑھائی جا سکتی۔

۵۔ کسی بھی حکم کو ٹھیک ٹھیک سمجھنے کے لئے صرف ان نصوص کا مطالعہ کافی نہیں ہے جن میں براہ راست وہ حکم آیا ہے۔ شریعت کے کسی حکم کو الگ سے دیکھنے میں بعض اوقات

غلط فہمی کا امکان ہے لیکن اسی کو اگر دین کی پوری تعلیمات کی روشنی میں دیکھا جائے تو یہ غلط فہمی دور ہو سکتی ہے۔ اسلام میں چور کا ہاتھ کاٹ دینے کا حکم ہے۔ ایک شخص اسے جرم کے مقابلہ میں انتہائی سخت اور غیر معمولی سزا قرار دے سکتا ہے۔ لیکن جب وہ یہ دیکھے گا کہ اس حکم کو نافذ کرنے سے پہلے اسلام انسان کے اندر خدا اور آخرت کا خوف پیدا کرتا ہے، معاشرہ میں ہمدردی و غم خواری کے جذبات کو نشو و نما دیتا ہے۔ ریاست کو غریبوں اور نادار لوں کی معاشی کفالت کی ہدایت کرتا ہے اور اس بات کی نگرانی کرتا ہے کہ کوئی شخص ایسے حالات میں نہ گھر جائے کہ وہ چوری کے ذریعہ اپنا پیٹ بھرنے پر مجبور ہو جائے، تو اس کی رائے بدل سکتی ہے اور اسے وہ حق بجانب قرار دے سکتا ہے۔

۶۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کو محض ایک نظریہ کی حیثیت سے نہیں پیش کیا بلکہ اس کی بنیاد پر ایک امت برپا کی، ایک معاشرہ قائم کیا اور ایک مملکت کا نظام چلا کر دکھایا، پھر آپ کے بعد خلفاء راشدین نے اسی نہج پر اسے جاری رکھا۔ یہ اسلام کی ایک مستند عملی تفسیر ہے۔ اسلام کا مطالعہ اس عملی تفسیر کو نظر انداز کر کے نہیں ہو سکتا۔ کسی بھی مسئلہ پر سوچتے وقت یہ دیکھنا بالکل فطری بھی ہے اور ضروری بھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین کے دور میں اسے کس طرح سمجھا گیا اور اس پر کس طرح عمل درآمد ہوا۔ اسلام کی ہر وہ تعبیر و تشریح جسے یہ دورِ مبارک رد کر دے کبھی قابل قبول نہیں ہو سکتی۔

اسلام کے مطالعہ کے سلسلہ میں ان بنیادی باتوں کو پیش نظر رکھنا بہت ضروری ہے۔ ورنہ اس بات کا شدید خطرہ ہے کہ ہمارا مطالعہ غلط رخ پر ہونے لگے اور ہم اپنے خود ساختہ تصورات کو اسلام کی طرف منسوب کر بیٹھیں۔ اسلامی تاریخ گواہ ہے کہ جب بھی قرآن و حدیث کو اپنے مزعومہ افکار و خیالات کے لئے استعمال کیا گیا اور انھیں ٹھیک ٹھیک سمجھنے کی کوشش نہیں کی گئی تو بڑی بھیانک غلطیاں سرزد ہوئیں، مختلف فرقے وجود میں آئے اور امت کا شیرازہ منتشر ہو کر رہ گیا۔ اسلام کی تعبیر و تشریح میں اس سے پوری طرح احتراز کرنا چاہیے۔